

ستارہ: پتہ نہیں ابادی جانتے بھی ہیں یا نہیں (آنکھیں بند کر کے) پہلے تو افتخار اگر میں

انہیں کچھ بھی نہیں بتاتی تھی پھر..... پھر بھی انہیں میرے سارے دکھوں کا علم

ہو جاتا تھا ب شاید.....

(سوجاتی ہے کیساہ ستارہ کے چہرے سے افتخار پر آتا ہے۔ گہرا دکھ موجود ہے۔)

کٹ

سین 3 آؤٹ ڈور دن

(سکندر اپنی کار میں ریڈ یو شیشن آتا ہے۔ چانک سے سکندر کی کار آتی ہے۔ Barrier

کھلا ہے۔ کار مڑتی ہے۔)

کٹ

سین 4 آؤٹ ڈور وہی وقت

(ریڈ یو شیشن کے سامنے کار رکتی ہے سکندر اترتا ہے۔ سیر ہیاں چڑھتا ہے۔ ماہر اظیف

سیر ہیاں اتر رہے ہیں سلام کرتے ہیں سکندر جواب نہیں دیتا اظیف حیران کھڑا رہتا ہے۔)

(فیڈ آؤٹ)

سین 5 ان ڈور

(اناڈنر اور سکندر)

اناڈنر: سکندر صاحب ایک سوال پوچھتا ہے آپ سے۔

سکندر: جی ضرور۔

اناُنسر: جس مقام پر آج آپ ہیں اور جس طرح سارے ملک میں آپ کے گیت گونج رہے ہیں اس ترقی یا کامیابی کا کوئی خاص نفع آپ کے ساتھ آیا ہے۔

سکندر: (خود اعتمادی سے) جب میں لاء کا سٹوڈنٹ تھا تو اس وقت سے میرے دل میں پلے بیک سنگر بننے کا خیال رہا کرتا تھا۔ میرا خیال ہے جو خواب آدمی دیکھتا ہے ان کی تعبیر اسے زندگی میں اسی وقت ملتی ہے جب وہ انہنک کو شش کرے رات دن اس خواب کو پانے کے لیے جدوجہد کرے اور راستے کی کسی مشکل کو کوہ گراں نہ بنائے۔

اناُنسر: کسی شخص، کسی ادارے، کسی ویلے کی مدد سے آپ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ یہ سب ذاتی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

سکندر: دیکھئے کوئی شخص یہاں کسی کی مدد نہیں کرتا ہے۔ ہر شخص یہاں اپنا راستہ خود بناتا ہے۔ منزل مل جائے تو دوسروں کے سر سہرہ باندھتا ہے۔ گم گشتہ ہو جائے تو دوسروں پر اڑام دھرتا ہے۔ یہ دونوں طریقے غلط ہیں جو کچھ ہوتا ہے اپنے فیصلے سے ہوتا ہے۔

اناُنسر: آپ اپنی زندگی کا کوئی دلچسپ واقعہ نہیں گے؟

سکندر: جس روز میں اپنی زندگی کی پہلی ریکارڈنگ کے لیے بو تھیں میں آیا۔

اناُنسر: آپ کا پہلا گانा۔

سکندر: پیانام کا دیا جلا ہے ساری رات

اناُنسر: جی وہ تو مشہور گلوکارہ ستارہ کے ساتھ تھا۔

سکندر: اس وقت وہ سمجھتی تھیں کہ شاید میں زوس ہو رہا ہوں اور یقین سمجھے میں زوس نہیں تھا۔ خوش تھا جو پیمنہ میرے مانچے سے وہ پونچھ رہی تھیں "Excitement کا تھا۔

اناُنسر: سکندر صاحب۔ محترمہ ستارہ نے شادی کے بعد گانا چھوڑ دیا۔ اس کی وجہ کیا ہے کہ آپ بتائیں گے؟

سکندر: جس مقام پر وہ کئی سال رہی ہیں اس کے پیش نظر میں کہوں گا کہ یہ فیصلہ ان کا ذاتی تھا۔ کبھی کبھی شہرت سے بھی بوریت ہونے لگتی ہے۔

اناً نُزْ: کہیں آپ نے مشرقی شوہر کی طرح ان کی راہ میں روڑے تو نہیں انکائے۔

سکندر: وہ اس قدر مشرقی یوں بھی نہیں ہیں کہ کسی چھوٹے موٹے روڑے کی پرواکریں۔

اناً نُزْ: میرا خیال ہے کہ ہمازے سننے والے آپ کی آواز سننے کے لیے بے تاب ہوں گے۔ اگر زحمت نہ ہو تو حسب وعدہ ایک گیت

سکندر: جی ضرور آج میں آپ کو ایک نیا گیت سناتا ہوں۔ یہ میں نے غوری صاحب کی فلم "کالی رات" کے لیے ریکارڈ کرایا ہے۔

اناً نُزْ: کچھ اس کی Situation بھی بتا دیجئے۔

سکندر: ہیر و دل برداشتہ کوٹھے پر جاتا ہے۔ یہاں ناچنے والی موتی بیگم جو دراصل اس کی بیوی ہے مجر اکر رہی ہے۔ غم زدہ ہیر و گانے لگتا ہے۔

اناً نُزْ: موتی بیگم کارول مشہور اداکارہ عاشی اور ہیر و جمال کارول افخار سلیم کر رہے ہیں۔ میری Information ٹھیک ہے نا۔

سکندر: جی بالکل۔

(سکندر امتحاہ ہے Standing Mike تک پہنچتا ہے اور گانے کی استھانی اٹھاتا ہے۔) غزل: ساغر صدیقی۔

جھوم کر گاؤ میں شرابی ہوں
رقص فرماؤ میں شرابی ہوں

کٹ

میں 6 انڈور (ہپتال) دن

(ستارہ ہپتال میں لیتی ہے۔ میز پر ریڈ یوپڑا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں سے آنسو

گر رہے ہیں۔ نرس اس کے بال بنا نے میں مشغول ہے رینڈیو پر انتہہ آتا ہے۔)

آواز: حادثے روز ہوتے رہتے ہیں

بھول بھی جاؤ میں شرابی ہوں

(ستارہ رینڈیو بند کرتی ہے۔ پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیتی ہے نرس حیران دیکھتی رہ جاتی ہے۔)

ڈزالو

سین 7 ان ڈور رات

(گاؤں میں ایک چھوٹا سا چھیر ہے یہاں تین نوجوان لڑکے عاصم کے ساتھ بیٹھ کر تاش کھیل رہے ہیں۔ ان میں ایک سلطان بھی ہے۔ یہ بالکل خاموش شاست ہے اور اس پر پچھلے گانے کی موسيقی چلتی رہتی ہے۔)

کٹ

سین 8 ان ڈور (ہوٹل) دن کا وقت

(افخار اور ستارہ ہوٹل میں۔ ستارہ اپنے دھلے ہوئے بال تو لئے سے پوچھ رہی ہے۔)

افخار: دوائی بی لی.....؟

(ستارہ اثبات میں سرہلا تی ہے)

افخار: کیا ہو گیا ہے تجھے۔ کہاں با تمیں کرتی نہیں تھکتی تھی اور اب ہاں نہیں کے علاوہ کوئی بات ہی نہیں۔

ستارہ: کیا بولوں افخار..... کہنے کو اب رہا کیا ہے؟

تم دیکھو گی میں اس کم بخت کو چھٹی کا دودھ یاد دلادوں گا۔

تم ایسی کوئی حرکت نہیں کرو گے۔

تم کواس سے محبت ہو گی میں اس کاغلام نہیں ہوں۔

تمہیں ہو کیا جاتا ہے ہر آدھے گھنٹے کے بعد.....

بس تمہارا میر او عدہ ہے۔ ہم سندر کو Discuss نہیں کریں گے۔ ختم۔ میں جو

سوچوں میری مرضی۔ تم جو سوچو تم جانو۔

(اس وقت چوکیدار پلیٹ میں بکرا ذبح کرنے کے لیے چھری رکھ کر لاتا ہے ساتھ ایک

بکرا بھی ہے۔)

چوکیدار: آپا جی، جی ذرا یہ بکرے اور چھری پر باتھ پھیر دیں۔

انختار: یہ بکرا کہاں لارہے ہو اندر تمہیں ہوٹل والوں نے منع نہیں کیا۔

چوکیدار: کیا تھا جی منع۔ بڑی مشکل سے مانے..... سروہ ہم سب مل کر صدقے دے رہے ہیں آپا جی کی جان کا۔

انختار: واہ سجان اللہ۔ (خوشی کے ساتھ) میرے لیے تو کچھ نہیں کیا کبھی تم نہ کر راموں نے۔ ایک چڑی قربان نہیں کی۔

چوکیدار: (ہنس کر) آپا جی ذرا اس کے سر پر باتھ پھیر دیں جی..... بکرے کے ساتھ بکرے کے سر پر باتھ پھیرتی ہے۔

ستارہ: کتنی چمکدار آنکھیں ہیں اس کی۔ عبد الرحمن اتنے خوبصورت بکرے کو کیوں قربان کرنے لگے ہو مجھ پر..... (آہستہ) مجھ جیسی عورت پر۔

چوکیدار: صدقے کی چیز بے داع ہونی چاہیے آپا جی۔ نذر اور میں بکر منڈی سے خود خرید کر لائے ہیں۔ اسی بکرے دیکھ کر ملا ہے۔

(انختار محبت سے بکرے پر باتھ پھیرتا ہے۔)

واہیار مرتا ہو تو تیرے جیسا ہو کسی پر شمار ہو جان گنوائے آدمی۔ پلنگ پر بڑیاں توڑ توڑ کر کیا مرتا۔

(ستارہ چھری پکڑتی ہے چوکیدار منہ میں کچھ پڑھ کر چھری کو دم کرتا ہے۔ اس سین میں

محبت کی خوب شبو آتی ہے۔)

- افتخار: بلا وجہ نثار ہو جانے والے غرض و غایت کے بغیر چاہئے والے خوب ہوں گے
ستارہ.....
- ستارہ: ہاں.....! ہوں گے۔
(بکر اے کرچو کیدار جاتا ہے۔)
- افتخار: میں نے ایسی محبت کا مزہ پچھا نہیں لیکن سرشاری بہت ہو گی..... ہے نا؟
ستارہ: ہو سکتا ہے مایوسی بہت ہو۔
- افتخار: نہیں نہیں۔ Ecstasy!.....just joy
(اس وقت مالی کی بیٹی آتی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک پلیٹ ہے جسے اس نے جالی سے ڈھانپ رکھا ہے۔ ہاتھ میں موییے کا ہاڈ ہے۔)
- افتخار: آؤ جی..... آؤ جی آؤ جی..... یہ سب کیا ہو رہا ہے۔
لڑکی: دیگ دی ہے مٹھے چاولوں کی ابے نے۔
ستارہ: دیگ کس خوشی میں۔
- افتخار: اتنے پیسے کہاں سے آئے مالی کے پاس۔ اس کی تنخواہ تو نہیں بڑھی۔
ستارہ: لیکن خوشی کیا ہے۔
- لڑکی: آپ کی صحت کی خوشی ہے۔ ابا نے شاہ جمال میں منت مانی تھی۔ میں ساتھ گئی تھی جی..... زردہ ہے آپا جی کھائیں۔
(افتخار سے پلیٹ لیتا ہے۔)
- افتخار: تیری آپا جی کو کیا پتہ..... بندر کیا جانے اور ک کا سواد۔ لامجھے دے اس ہوٹل کو چھوڑ کر گھر چل۔..... ستارہ..... ان سے پیارے رشتہ کب ملیں گے تجھے۔
(ہاتھ سے کھاتا ہے لڑکی آپا جی کے گلے میں ہار ڈالتی ہے۔ ستارہ یکدم اتی محبت سے مغلوب ہو کر اس سے پٹ جاتی ہے اور اوچے اوچے رونے لگتی ہے۔)

سین 9 انڈور دن

(سٹوڈیو کا حصہ اس وقت یہاں میوزک ماسٹر ایک ٹپی اور ایک ڈائریکٹر بیٹھا ہے۔ سب فرش پر بیٹھے ہیں۔ ان کے پاس گاؤں کنٹے سے ٹیک لگا کر سکندر بیٹھا ہے وہ اس وقت پاپ پی رہا ہے۔

میوزک: یہ سین سکندر صاحب استھانی کے سرا یے ہیں۔ دھن بھتی ہے پھر اپنی منمنی آواز میں گاتا ہے۔

وہ بلا میں تو کیا تماشہ ہو
ہم نہ جائیں تو کیا تماشہ ہو

سکندر: سمجھ گیا ہوں میں عنایت صاحب۔ بار بار کیا سمجھا رہا ہے ہیں۔
میوزک: انتر ہد کیجے تجھے۔

سکندر: ایک دفعہ دیکھ جو لیا ہے۔ اب بار بار اگر آپ کہلوائیں گے تو میرا لگا Hoarse ہو جائے گا۔

میوزک: اب آپ اوہ جلدی آجائیں سکندر صاحب، ریکارڈنگ کی طرف۔

سکندر: آپ ذرا چل کر Bridges تو نکلوائیں Musicians سے۔

میوزک: نکلے نکالئے ہیں۔ پرانے آدمی ہیں سر کار۔ ایک بار کان سے نکل جائے تو بجائیتے ہیں۔

ڈائریکٹر: ماسٹر جی اگر ساؤنڈر ریکارڈسٹ آگئے ہوں تو مجھے اطلاع دے دیں فوراً۔

میوزک: چل بھیجی پہچے چل میرے ساتھ غنی صاحب کا پتہ کریں۔ پہلے آپ آجائیں سر کار ہمارے پاس۔ آج آدمی شفت ہے۔

سکندر: آپ تیار ہوں تو مجھے پیام بھیج دیں فوراً حاضر ہو جاؤں گا۔

(میوزک ماسٹر اور ٹپی جاتے ہیں۔)

سکندر: تو قیر صاحب ایک بات ہے۔
ڈائریکٹر: جی فرمائیے۔

- سکندر: آپ Mind نہ کریں لیکن مجھے بڑی مجبوری ہے۔
 ڈائریکٹر: نہیں نہیں نہیں۔ آپ تو دوست آدمی ہیں۔
 سکندر: مجھے پتہ ہے کہ آپ کونا گوار ہو گا۔
 ڈائریکٹر: کہیں صاحب جی۔ نا گوار کیسا؟
 سکندر: دیکھئے آپ کے جوباتی کے چار گانے ہیں میں ان کے دس ہزار نہیں لوں گا۔
 ڈائریکٹر: تو کیا کچھ کم لیں گے؟
 سکندر: جی نہیں زیادہ لوں گا۔
 ڈائریکٹر: آپ کو پتہ ہے سکندر صاحب پہلے ہی پوزیشن کتنی Tight ہے اور سے ڈریز
 بیوڑ کامراج نہیں ملتا اس نے ایڈ وانس کا جو وعدہ کیا تھا۔
 سکندر: آپ کے Distributer مجھے کل ملے تھے اقبال سندھو صاحب کے۔
 ڈائریکٹر: اچھا پھر؟
 سکندر: وہ کہنے لگے سکندر صاحب آپ کے گانے ضمانت ہیں۔ ورنہ فلم تو بالکل ڈبہ ہے۔
 میں نے دو ریلیں دیکھی ہیں۔
 ڈائریکٹر: اب یہ تو کہنے کی باتیں ہیں۔ مر گیا تھا اقبال سندھو ایک ایک شاٹ پر سینے پر ہاتھ
 مارتا تھا۔
 سکندر: فرجی وہ آپ کا اور اقبال سندھو کا معاملہ ہے لیکن میں دس ہزار میں فلم کے بلا
 گانے نہیں گا سکتا۔
 ڈائریکٹر: دیکھئے ہمارا Agreement ہو چکا ہے۔
 سکندر: یہ تو میں دوستی کی بنا پر کہہ رہا ہوں بالفرض میں Co-operate نہ کروں۔
 وقت پر نہ آؤں آپ کی شفیعیں خراب کراؤں۔ کئی کئی بار آپ Musicians
 کو Pay کریں تو آپ کا کتنا خرچ ہو گا۔
 ڈائریکٹر: لیکن سکندر صاحب فلم کے درمیان میں پہنچ کر آپ یہ نیا مطالبہ کیے کرئے
 ہیں۔
 سکندر: آپ سوچ لیں۔ آرام سے ٹھنڈے دل سے میں آپ کو مجبور نہیں کر رہا۔ گانے

آپ کے پورے کردوں گا لیکن ہر گانے کے پندرہ ہزار ہوں گے کل پانچ ہزار
زیادہ کی بات ہے۔ آپ سوچ لیں۔
(انہ کر جانے لگتا ہے۔)

ڈائریکٹر: کہاں جا رہے ہیں سکندر..... صاحب؟
سکندر: مجھے شاید..... ذرا میرے گلے میں خراش پڑ رہی ہے۔ عنایت صاحب سے کہئے کہ
آج میں گاناریکارڈ نہیں کر سکتا۔

ڈائریکٹر: ظلم خدا کا سکندر صاحب پنیتیس آدمیوں کا Batch بیٹھا ہے۔ شفت کا خرچ
علیحدہ پڑ رہا ہے ساؤنڈریکارڈ سٹ Busy آدمی پھر ملے ملنے ملے نہ ملے۔
سکندر: (ذر اکھانس کر) اب ڈائریکٹر صاحب گلے پر تو آدمی کا اختیار نہیں۔
(جیب سے دو ہزار کے نوٹ ڈائریکٹر نکالتا ہے۔)

ڈائریکٹر: چلو صاحب جی..... اوھر..... سٹوڈیو کی طرف بادشا ہو..... ذرا سی بات کا غصہ
نہیں لگا لیتے آؤ جی۔

سکندر: اب گایا جائے نہ گایا جائے گلا ٹھیک نہیں میرا۔

ڈائریکٹر: گایا جائے گا..... گایا جائے گا..... چلو جی۔

(محبت سے کھینچ کر لے جاتا ہے۔)

کٹ

میں 10 ان ڈور دن

(آپا جی کا کمرہ۔ اس وقت آپا جی گوئے کناری لگے سوٹ ایک ٹرک میں پیک کر رہی ہیں۔)

مجیسے وہ گنبد کا جیزیر سنوار رہی ہوں پاس عاصم کھڑا ہے۔)

عاصم: پہنچ سورو پیہ سکی اسی روپے سہی۔
آپا میرے باپ کا کوئی کارخانہ نہیں چل رہا کہ تجھے فضول خرچوں کے لیے سوچا چاں

نکال دیا کروں ہر روز۔

عاصم: ہر روز کھاں پیے دیتی ہیں آپ۔

آپا: دیتی تو ہوں ناں ہر روز نہ کہی دوسرے تیرے ہی سہی۔

عاصم: دوسرے تیرے بھی کب جی۔

آپا: اور..... یہ (ایک جوڑا اٹھا کر) یہ کیسے بنتے ہیں۔ تیری بہن کا جہیز۔ چوری کر کے سینہ زوری کر کے..... کبھی متنیں کر کے کبھی پاؤں پکڑ کر۔ یہ سارا جہیز کس طرح بناتے معلوم ہے تمہیں کچھ..... اس پر گونا نہیں لگا میرے آنسو نکلے ہیں، ہر جوڑے پر۔

عاصم: خدا کی قسم میں کل آپ کو لوٹا دوں گا۔

آپا: کبھی تیرے تن پر اجلًا کپڑا نہیں دیکھا۔ تیرے ہاتھ میں دو آنے کی موگ پھیلائیں ہو تین واپسی پر۔ یہ سارے روپے تو کرتا کیا ہے؟ یہ مت سمجھنا مجھے خوب نہیں ہوتی۔

عاصم: ایک آدمی کو رام کر رہا ہوں آپ۔ وہ مجھے کویت بھیج دے گا۔ پھر میں ہاں سے تجھے آپا خدا قسم آپا یہ جھولیاں بھر بھر رہ پیہ بھیجا کروں گا۔

آپا: رہنے دے بابا۔ پہلے فیروز کو دیکھنے کے لیے آنکھیں ترس گئیں اب تو چلا ہے کویت..... ہمیں کمایوں سے معاف ہی کرو تم لوگ!

عاصم: چلو آپا سچاں دے دو۔

آپا: (پاس ہی ایک کوئی ڈنڈا پڑا ہے آپا ڈنڈا اٹھاتی ہے۔) جاتا ہے کہ نہیں۔

عاصم: یہی ستارہ باجی ہو تیں تو سو کے بد لے سوا سو دیتیں۔

راشدہ: سوا دو سو دیتیں اور سوا ہزار کا احسان چڑھاتیں ستارہ باجی..... توبہ ہمارے خاندان کا تو ایک ایک مرد بک گیا ستارہ باجی کے ہاتھ پر۔

عاصم: ویسے کچی بات کہوں آپا۔

آپا: کہو کہو..... سارے گھر کو مجھے ہی تو کچی باتیں سنانی ہوتی ہیں۔

ستارہ باجی نے ہمارے لیے جو کچھ کیا وہ کچھ کم نہیں تھا۔
کیا کیا ہمارے لیے..... بتا کیا کیا؟ ایک گھر تو بنا کرنہ دیا سرچھانے کے لیے۔
ختنے پیسے فیروز بھیاں سے لے کر ریس کھلتے آیاں سے تو تین کوٹھیاں پڑتی
تھیں۔

تو وہ منع کرتی اپنے خاوند کو۔ نہ کھلنے دیتی ریس پیسہ جوڑتی کوٹھیاں بناتی۔ فیروز
کی زندگی نہ بن جاتی۔

آپ منع کر لیتی ہیں میاں جی کو کسی بات سے!..... ہیں آپ؟
ہاں اگر میں چاہوں تو ہو جاتے ہیں منع۔

(شرمندہ ہو کر)

یعنی میاں جی آپ کی مرضی سے مجرے کراتے ہیں؟ آپ کی مرضی سے صحیح و
شام پہلوانوں کی خدمتیں ہوتی ہیں۔ آپ کی مرضی سے سارے مزارعون کی
جو ان بیٹیوں کو زیور بن بن کر جاتا ہے ہیں آپ؟

(یکدم اپنے پلے سے پچاس روپے کا نوٹ نکالتی ہے اور دبے ہوئے غم اور رغبے
سے کہتی ہے) لے یہ پچاس روپے اور دفع ہو..... اور خبردار جو میرے سامنے پھر
کبھی ستارہ کا نام لیا تو نے..... جا کھڑا کیوں ہے۔

تحینک یو..... تحینک یو..... آپ تو ستارہ باجی سے بھی اچھی ہیں راشدہ آپا۔
(آپ یکدم چپ چاپ ہو کر بیٹھ جاتی ہے جیسے برف پڑ گئی ہو۔)

کٹ

مکن 11 انڈور

(ٹیلر ماہر کی دکان یہ مرائی روم ہے اس وقت سکندر نے قیص اور پینٹ پہن رکھی ہے۔
تالی گئی ہوئی لیکن کوٹھونٹی پر لٹک رہا ہے۔ ٹیلر ماہر اس کا ناپ لے کر کاپی میں درج

کرتا جا رہا ہے۔ سکندر اپنے آپ کو کمرے میں لگے ہوئے آئینوں میں دیکھتا ہے اور اپنے
فرینٹ نہ ہے۔ وہ آئینے میں اپنی خوبصورتی کو دیکھ کر زگست کاشکار ہو رہا ہے۔ میلر اس کو
چھائی، بارڈ، کف بیک ناپتا ہے۔ پھر پتوں کی لمبائی دیکھتا ہے۔ اس دورانِ ریڈیو پر سدار
گارہی ہے۔

(غزل غالب)

اُکھے میری جان کو قرار نہیں ہے
طااقت بیداد انتظار نہیں ہے
گریہ نکالے ہے تیری بزم سے مجھ کو
ہائے کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے
قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے
وائے اگر عہد استوار نہیں ہے

کٹ

سین 11 ان ڈور دوپہر

(عاشی کا بیڈروم جس میں ایک طرف Living Room بھی بنا ہوا ہے۔ اس میں
میں ایک نیا کردار مسکین آتا ہے۔ اس کردار کو بہت ہلکی آواز میں بات کرنے کی عادت
ہے۔ اول اگر اشارے سے کام چلے تو وہ بات نہیں کرتا۔ اگر نظر سے کام بن جائے تو بھی
وہ بات نہیں کرتا۔ دبلا پلا چالیس اور چھاس کے درمیان۔ چیتے کی طرح تیز آنکھیں اور
کسی لڑکی کی طرح زم زنازک ذہن۔

اس وقت سکندر پلٹک پر سورہا ہے۔ عاشی ایک صوفے میں دھنسی بیٹھی ہے اس کے پاس
ایک سکرپٹ ہے جسے وہ Study کر رہی ہے۔ سکرپٹ پڑھنے کے بعد وہ اسے ٹھپ بند
کرتی ہے اور زبانی منہ سے الفاظ انکالے بغیر یہ جملے ادا کرتی ہے جسے سیٹ پر جانے سے پہلے

جلے رہی ہو۔ (چھپلی غزل بہت مدھم آواز میں سوپر امپوز کیجھے)
 عاشی: (بغیر آواز کے۔ لیکن زیادہ Expsessions کے ساتھ) لیکن تم ہوتے کون
 ہو مجھے روکنے والے؟ جانتے نہیں میں نواب فیض اللہ صاحب کی پوچی ہوں؟ تم
 جیسے لوگ تو ہمارے دربانوں کے نوکر ہیں۔ جاؤ چلے جاؤ۔
 (ایک بار پھر سکرپٹ دیکھتی ہے اور آنکھیں بند کر کے یہ جملہ دوہراتی ہے۔)
 تم جیسوں کی میں کیا پرواہ کرتی ہوں۔

اب وہ سکرپٹ کو صوفے پر رکھتی ہے اور ڈرینگ نیبل کے سامنے جاتی ہے۔ آئینے کے
 سامنے بیٹھ کر یہی جھٹلے پھر ادا کرتی ہے اور اپنے چہرے کے اتار چڑھا کو Study
 ہے۔ پھر ڈرینگ نیبل سے پاؤڑ راخا کر صوفے تک آتی ہے۔ اپنے پیروں میں پاؤڑ لگاتی
 ہے اس وقت اس کی ماں آتی ہے۔ اس نائکہ کو ہم ستارہ کے ساتھ متعارف کر چکے ہیں وہ
 آتی ہے اور اشارہ کرتی ہے کہ ناج سکھانے والے ماشر صاحب آئے ہیں۔ عاشی دونوں
 ہاتھوں سے ماں کو چلے جانے کا اشارہ کرتی ہے۔ پھر ہاتھ جوڑتی ہے اور سکندر کی طرف
 اشارہ کرتی ہے۔ جیسے بتا رہی ہو کہ سکندر سورہا ہے پلیز آپ اسے جگانہ دینا۔ نائکہ
 قدرے غصے اور بیزاری سے جاتی ہے عاشی پھر سکرپٹ انھاتی ہے دو تین صفحے ادھراً حصر
 کر کے دیکھتی اور اس بارہ نہایت شیریں سکرپٹ چہرے پر لا کر ان جملوں کی پریکش کرتی ہے۔
 عاشی: آپ کو کیا پتہ کہ کوئی آپ کا کتنا انتظار کرتا ہے۔ جائیے باقیں بنانا کوئی آپ سے
 سیکھے۔

(یہ دو جھٹلے وہ دو تین طریقوں سے ادا کرتی ہے اس کے بعد ایک بھی جھائی لیتی ہے اس
 وقت مسکین چائے کا ٹرے لے کر داخل ہوتا ہے۔ وہ چیتے کی نظر سے سکندر کی جانب دیکھتا
 ہے۔ پھر چائے کے ٹرے کو عاشی کی طرف لاتا ہے۔ عاشی اشارہ کرتی ہے کہ ٹرے سکندر
 کے پاس والی تپائی پر رکھ دو۔ جانے لگتا ہے تو عاشی اسے اپنے پاس بلاتی ہے۔ قریب میز پر
 رکھی ہوئی گھڑی اسے پکڑتا ہے مسکین سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتا ہے۔)

عاشی: (سر گوشی میں) چھ بجے کا الارم لگادیں۔ مجھے چھ بجے سٹوڈیو پہنچنا ہے۔
 (مسکین چالی دینا چاہتا ہے عاشی قدرے غصے سے لیکن بڑی دلی آواز میں)

عاشی: باہر جا کر چاہی دیں..... وہ اٹھ جائیں گے۔

(بیہاں سکھ مو سینی لگائیے۔ مسکین گھڑی لیکر باہر جاتا ہے۔ اب عاشی کو چھینک آتی ہے۔ وہ چھینک مار کر چہرے پر ہاتھ رکھتی ہے۔ کیمرہ سکندر پر آتا ہے وہ آنکھیں کھولاتا ہے۔ پلنگ پر دوسرا جانب ہاتھ پھیرتا ہے۔)

عاشی! عاشی! عاشی!

سکندر: (عاشی اٹھ کر پاس آتی ہے۔)

عاشی: یہ میری کمخت چھینک نے تمہیں جگادیا۔

سکندر: نہیں کافی سولیا۔ میرا خیال ہے تم نہیں سوئیں۔

عاشی: ہماری قسمت میں نیند کہاں۔ خدا قسم یہ میرا پروفسن نیند کا جانی دشمن ہے۔ ساری ساری رات شونگ سارا سارا دن ٹریننگ اب ڈانس ماشر آگیا ہے اب سوئنگ سیکھو۔ اب رائیزنگ کرو۔ توبہ۔

سکندر: کیا کر رہی تھیں؟

عاشی: ذرا لا تزايد کر رہی تھی۔

(اب عاشی فرش پر بیٹھی ہے سکندر پلنگ پر۔ اس طرکہ سکندر اس کے بالوں کو چھوکتا ہے۔)

سکندر: مجھے لگتا ہے کہ میں صدیوں بعد اتنی گھری نیند سویا ہوں۔

عاشی: (شرط سے) ستارہ کو بھی یہی کہا کرتے تھے۔

سکندر: ان کے ساتھ تو میں دبی دبی نفرت کا اظہار کیا کرتا تھا۔

عاشی: کیوں؟ دبی دبی کیوں۔

سکندر: کیونکہ..... ان کے مجھ پر بڑے احسانات تھے اور میں، مجھے کہیں پن لگتا تھا کہ میں اپنی نفرت کا اظہار سیدھے الفاظ میں کروں۔

عاشی: تمہاری بھی بڑی الٹی سایکالوچی ہے۔

سکندر: جس چیز سے وہ محبت کرتی تھیں میں اس سے نفرت کا اظہار کرتا اس طرح انہوں روح بہت زیادہ مجرود ہوتی تھی۔

عاشی: کیا مطلب۔

سکندر: ان کو پھولوں سے، سازوں سے، شعروں سے محبت تھی۔ وہ جگہ بے جگہ بڑے بڑے گلدستے سجايا کرتی تھیں۔ مجھے پھولوں سے ہی نفرت ہو گئی۔

عاشی: جائیں جائیں پھولوں سے کون نفرت کر سکتا ہے۔
سکندر: نفرت تو نہیں ہو سکتی لیکن ان کو goat Scape تو بنا جا سکتا ہے۔ ان سے نفرت کے اظہار کا مورث طریقہ تو یہی تھا کہ میں ہر اس چیز سے نفرت کروں جس سے انہیں محبت تھی۔

عاشی: How horribly ---- How mean mean (How horribly mean)
سکندر: میں گلدستے اٹھا کر چینک دیتا۔ ملاز ملوں کو اٹھانے کا حکم دیتا۔ پھولوں میں سگریٹ کی Ash ڈالتا۔

عاشی: مجھے (نظریں جھکا کر) مجھے بھی تو پھولوں سے محبت ہے سکندر۔
سکندر: یہی تو فرق ہے۔ وہ ٹیلی ویرین پر Vase رکھتی تھی تو مجھے بوجھ لگتا تھا۔ تم میرے سر پر گلدار کھدو تو راحت ہوتی ہے۔

عاشی: سمجھ۔
سکندر: (سکین اس وقت گھڑی اٹھائے آتا ہے اور بڑی پہنکار نے والی دبی آواز میں کہتا ہے۔)
لگادیا جی الارم۔

عاشی: (پھر نگاہ عاشی اور سکندر پر ڈال رہا ہے۔ سکندر اس کے وجود سے بے خبر عاشی کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا ہے۔)
سکندر: ما سٹر جی۔

عاشی: کیا جی؟
سکندر: (ذر اس اونچے) ڈانس ما سٹر جی۔

عاشی: آپ اونچی نہیں بول سکتے۔ خدا کے بندے گلا استعمال کے لیے دیا ہے خدا نے۔
سکندر: (ذر اور اونچے) جی ما سٹر جی آئے ہیں۔ ما سٹر بشیر۔

عاشی: (سکندر کا ہاتھ اٹھا کر) چلو۔ بی بی بہت سخت ہیں جان سے مار دیں گی۔

مسکین: (آہستہ سے چائے کی طرف اشارہ کر کے) چائے۔
عاشی: وہیں لے آئیں۔

کٹ

سین 12 ان ڈور دن

(ستارہ بہت اچھے لباس میں بیٹھی ہے۔ پر کچھ ایسے دل برداشتہ طریقے سے کہ اس کا سر صوفی کی پشت سے لگا ہے۔ وہ کلی طور پر بیزار نظر آتی ہے۔)

ستارہ: نفرت کے اظہار کے بہت سے طریقے ہوتے ہیں۔ یہ بھی ایک پوری بولی ہوتی ہے۔ محبت کی زبان جیسی۔

افخار: چلو چھوڑو۔ مٹی ڈالو۔ قسمت میں یوں بھی تھا۔

(افخار اس وقت ڈرینگ نیبل کے سامنے کھڑا تائی درست کر رہا ہے۔)

افخار: (غصے سے) ساری عمر تائی لگائی ایک دن ناٹ درست نہیں لگی مجھے اپنی۔
(مگر پھر سے تائی کھولاتا ہے۔)

ستارہ: جب بلاوجہ کوئی شخص آپ کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو کپڑ کر اس پر لباچوڑا لے جائے تو تو وہ آپ کو پسند نہیں کرتا۔

افخار: سکندر کی باتیں مت کیا کرو۔ پتہ ہے بخت ادھیر نے سے کبھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پھول کو پتی پتی دیکھ تو پھول باقی نہیں رہتا۔

ستارہ: اس نے شاعری کی تمام کتابیں روپی میں نکلوادیں۔ میر، غالب سب گھرے کل دیئے۔ کیونکہ مجھے ان سے محبت تھی۔

افخار: چلو انہوں دیر ہوتی ہے Good Girl۔

ستارہ: میں سارا دن سوچتی رہتی ہوں میں نے کہاں غلطی کی؟ میں نے کہاں بھول کی۔
مجھ سے کوئی خطاء ہوئی۔ میں کیا کر سکتی تھی اور اور میں نے نہیں کیا۔

تم اسے بہت کچھ دے سکتی تھیں جو تم نے نہیں دیا۔ تم اسے خود طلاق دے سکتی تھیں اور تم نے نہیں دی۔ تم اس کا کیر پر تباہ کر سکتی تھیں اور تم نے نہیں کیا۔

انفار:

تو بہ تو بہ کتنی سخت سوچ۔

ستارہ: انھو چلو خدا قسم، دیر ہو گئی۔

انفار: شاید وہ کبھی مجھے یاد کرتا ہو گا۔

ستارہ: ضرور مگر نیکی کے ساتھ نہیں۔

انفار: تم میری طرف سے مذدرت نہیں مانگ سکتے۔

ستارہ: تم کو معلوم ہے غوری صاحب کے ساتھ میرے کتنے پرانے مراسم ہیں۔ وہ ماں نہ کریں گے۔

انفار:

ستارہ: میں کیا کروں گی وہاں جا کر۔ جھوٹی باتیں جھوٹی مسکراہیں۔ مجھ سے آج ایکنگ نہیں ہو گی۔

انفار:

انفار: وہ تمہارا غسل صحت منار ہے ہیں۔ اور تم جی اپنے قدر داؤں کی پروا نہیں کرتی ہو تم کو ایک ضد لگی ہے کہ جو تم سے نفرت کرتا رہا اسی سے محبت کرو اکے ہو گی۔ چلو انھوں۔ کچھ بھی ہوتی ہیں۔ کچھ Manners بھی ہوتے ہیں۔

کٹ

میں 12 ان ڈور دن

(اس وقت ماں بیشتر ناج سکھا رہے ہیں اور توڑے بول رہے ہیں سکندر چائے بنارہا ہے اور بکٹ کھاتا ہے۔ اس وقت عاشی ناج رہی ہے۔ ہار موئیم نج رہا ہے اور ستار والا ستار بجا رہا ہے۔ طبلہ سازنداد دے رہے ہیں۔ نائکہ چائے پی رہی ہے۔

ماں:

دھن دھن دھن دھن دھن دھا

دھن دھن دھن دھن دھا دھا..... دھا..... دھا

(کچھ دیرنالج جاری رہتا ہے پھر یکدم مجھے Inspire ہو کر گانے لگتا ہے۔)

گیت:

سکندر: جھوم کر گاؤں میں شرابی ہوں۔
رقص فرماؤں میں شرابی ہوں۔

(ماستر بیشہر توڑا بولتے ہیں اور عاشی اسے پاؤں سے نکلتی ہے۔)

سکندر: لوگ کہتے ہیں رات بیت چکی مجھ کو سمجھاؤ میں شرابی ہوں۔

(جس وقت ماستر بیشہر اور عاشی کام کرتے ہیں نایکہ اور سکندر اطمینان سے چائے پیتے رہتے ہیں۔)

ڈزالو

سین 13 ان ڈور رات

(ڈائزیکٹر غوری کے گھر میں فلمی ستاروں کی پارٹی ہے۔ ایک بڑی سی کوئی کے آگے قطار در قلاں کاریں کھڑی ہیں۔ ستارہ اور افخار آتے ہیں۔ کارپارک کرتے ہیں اور اندر کی طرف جاتے ہیں۔ رات کا وقت پورچ میں ڈائزیکٹر غوری اپنی بیگم کے ساتھ کھڑے ہیں۔ افخار اور ستارہ آتے ہیں۔ برآمدے میں دوچار فلمی قسم کے لوگ کھڑے ہیں اور باقی کر رہے ہیں۔ افخار اور ستارہ آتے ہیں۔ انہیں ڈائزیکٹر غوری اور ان کی بیگم رسیو کرتے ہیں اور یہ ڈائلگ بولتے ہیں لیکن آواز نہیں آتی۔

غوری: اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔

ستارہ: شکریہ جی ٹھیک ہے۔

(اب ایک اور عورت آگر ستارہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہے اور پوچھتی ہے۔

Socially Graceful (طبیعت سے)

ایکٹر: ہائے بھئی کبھی نظر نہیں آئیں آپ طبیعت کیسی ہے اب۔

ستارہ: اب تو ٹھیک ہے۔

ایکٹس: ہپتال میں Admit ہو گئی تھیں آپ۔ نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا ان۔
 (یہ تکڑا بھی Silent ہے۔ اس طرح ایک آدھ اور شخص اس کی طبیعت کا پوچھتا ہے ہر
 ایک طبیعت کے پوچھنے سے ستارہ کو قبی تکلیف ہوتی ہے لیکن وہ بظاہر مسکراتی ہے۔
 موسمیتی اس حصے پر غالب رہتی ہے۔)

کٹ

میں 13 ان ڈور رات

(ایک نوجوان آدمی جو ٹکل سے تو سر باز نہیں ہے لیکن اصلاح ہے شلوار قیم پہنے ہوئے۔ یہ
 شخص بڑا چلتا پڑھے۔ گاؤں میں اس کا کاروبار یہ ہے کہ یہ سکول ہائسر کا سالا ہے اور اس نے
 چھوٹی سی جعلی ڈپنسری کھول رکھی ہے۔ اس وقت عاصم اس کے پاس ڈپنسری میں موجود
 ہے۔ گاؤں میں ڈاکٹر بنا ہوا ہے۔ ایک بڑھیا کی آنکھوں میں دوائی ڈال رہا ہے۔)
 بڑھیا: کا کامیری بہو تو کہتی ہے کہ میری آنکھوں میں موتیا اتر رہا ہے۔ دوائی سے کچھ اثر
 نہیں ہو گا۔

سلطان: ڈپنسری میں نے کھول رکھی ہے کہ تیری بہونے۔

بڑھیا: مجھے تو کچھ فرق لگتا ہے پہلے سے۔

سلطان: فرق ہے اماں وڈی بہت فرق ہے تو دوائی ڈلواتی رہ آرام سے چانن ہو جائے گا
 آنکھوں میں۔

بڑھیا: قرآن شریف پڑھنے لگوں گی کا کا۔

سلطان: اب یہ تو تیری ہمت پر ہے اماں وڈی بیماری پرانی ہے۔ جم کر علاج کرائے گی تو
 مرض جاتا رہے گا۔

بڑھیا: کا کا کتنے پیے۔

سلطان: دورو پے چار آنے۔

(بڑھیا پاکھوں کر دوڑو پے نکلتی ہے۔)

بڑھیا: اب اس وقت تو چار آنے نہیں ہیں۔ سلطان کا کا۔

سلطان: نہ کسی نہ سہی چل جانے دے۔ اللہ رازق ہے۔ (اٹھ کر اماں کو اٹھاتا ہے) اماں تیل کا ترکامت کھانا آنکھوں کے لیے براہوتا ہے۔

بڑھیا: میں نے کہا تھا اپنی بہو کو کا کا۔ پر وہ رونج کر لیے پکاتی ہے۔ تیل کے ترکے میں، وہ چاہتی ہے میں انھی ہو جاؤ۔

(سلطان اسے محبت سے کپڑ کر دروازے تک پہنچاتا ہے۔)

سلطان: سلام اماں وہی۔

بڑھیا: اللہ سکھی رکھے خوش رہے۔ بینا تیری ڈشپنسری چلتی رہے بڑے سکھ دیئے ہیں تو نے ہمارے گاؤں کو۔

(بڑھیا جاتی ہے اب سلطان عاصم کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔)

سلطان: کیوں چن جی کوئی انتظام ہو اپھر۔

عاصم: (جیب سے بچاں کا نوٹ نکال کر) یہ بچاں تو کبڑے باقی بھی لاوے نگا۔

سلطان: چن جی یہ تو زیادتی ہے تمہاری۔ قسطوں میں رقم نہیں ملنی چاہیے۔

عاصم: لاوے نگا لاوے نگا۔ پورے نکٹ کے پیسے لاوے نگا ایک باریار تم پا سپورٹ بنوادو میرا۔

(سلطان دراز کھوتا ہے۔ اس میں سے پا سپورٹ کے فارم نکالتا ہے۔)

عاصم: لے آئے فارم۔

سلطان: اور کیا؟ ہمارے وعدے جھوٹے نہیں ہوتے بیار یو یہ دیکھو جناب والا۔ آپ کے فارم پر سورو پے کی نکٹ بھی خود اپنے پلے سے لگائی ہے۔ چن جی ہم صرف تاش ہی نہیں کھلتے تیرے ساتھ نانوال بھی لگاتے ہیں تیری ذات پر۔

عاصم: فارم لے آئے؟ کمال کر دیا..... نکٹ بھی لگادیا سمجھان اللہ۔

(سلطان کو کپڑ کر اس کی ہائی میں گال چوتا ہے۔)

سلطان: بھائی میرے ان خالی جمیوں کے ساتھ تو کویت نہیں پہنچ سکتا۔ فارم واغل ہو گا کچھ پیسے لگیں گے آگے کام نکلوانا ہے۔ رقم خرچ کرنی پڑے گی۔ پھر جن کے